جناب نور محمد غفاری۔ ایم اے
بہاولنگر

آہ! مولانا محمد علی جالندھری مرحوم

اَسْعدیٰ تعالَی مَا البینُ آخر   وَرِفقاً لِعانٍ هل خیالُکَ زائرٌ

اے حبیب! آپ کے کیا تیرے فراق کی انتہا بھی ہے؟ گرفتار محبت سے نزی کر کبھی آپ کی خیالی صورت کی زیارت ہو سکے گی۔؟

لیکن اے یتیم امت! مجھے سخت تعجب ہے کہ جب تک تیرا باپ زندہ رہتا ہے اس کا احترام نہیں کرتی۔ حتیٰ کہ بعض اوقات تو تو اس کی آن اور جان کے درپے نظر آتی ہے۔ میری نظروں سے وہ واقعات اوجھل نہیں جب تو نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا پھر اشکبار نظر آئی اور انہیں ذی النورین کہنے لگی۔ تو نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا پھر ماتم کرتی دکھی گئی۔ تو نے سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو زہر دیا۔ پھر تیری آنکھیں پرنم تھیں۔ تو نے میر صادق کے روپ میں ٹیپو سلطان رحمہ اللہ کو مروا ڈالا پھر آہ و بکا کے نارے بلند کرنے لگی۔ تو نے سیدنا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی داڑھی پر شراب پھینکی آج عقیدت سے انہیں شیخ العرب والعجم کہتی ہے۔ تو نے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو قید و بند میں رکھا، آج انہیں امیر شریعت کہہ رہی ہے۔ شاید اسی لئے اغیار نے تجھے "مردہ پرست قوم" کہا ہے۔ بُرا نہ ماننا مجھے تو تیری صرف یہی عادت پسند آئی ہے۔ کیونکہ بزرگوں کے یاد کرنے سے تیری مردہ روح میں خونِ زندگی دوڑتا نظر آتا ہے۔ گویا تو صبح کی بھولی ہوئی شام واپس آ رہی ہوتی ہے۔

آج جب میں نے دیکھا کہ تیرے مسکن کا اندھیرا گہرا ہو گیا ہے تو میں نے اندازہ کیا کہ شاید" ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی" تیرے ماضی کے رویے نے مجھے مزید مایوس نہ کر دیا لیکن تیری "مردہ پرستی" کی عادت، جسے میں "مردہ سے عقیدت" کا نام دوں گا۔ نے

میری مایوس دنیا میں ایک امید کی کرن پیدا کی جس سے صنوپاکر میں نیر سے ایک ایسے محسن کے حالات زندگی لکھنے لگا، جس کی مثل شاید تیری آنکھیں دوبارہ نہ دیکھ سکیں ؎

الایا حمام الایک تو جع لبین من　　　نفقدنا ولا تلقاہ ما ذر زاھر

لیکن اے باغ کی کبوتری! تو نوحہ کر اس شخص کے فراق میں جسے ہم نے کھو دیا۔ اور جب تک آسمان پر ستارے چمکتے رہیں گے۔ اس سے ملاقات ناممکن ہے۔

اس محسن کو بخوبی جانتی ہے۔ گرچہ قدرشناس نہیں وہی تو ہے جس کی خاطر میں نے تجھے ۲۲ اپریل ۱۹۷۱ء کو ملتان شہر کی گلیوں میں دھاڑیں مار کر روتے دیکھا حالانکہ میں نے اس سے قبل یہ بھی دیکھا تھا کہ جب وہ تمہیں دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کے طریقے بتانے کے لئے بلاتا تھا تو تمہاری تعداد کوڑیوں سے تجاوز نہیں کرتی تھی ۔۔۔۔۔۔ وہ محسن حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

پیدائش اور خاندان | حضرت مولانا نے تقریباً ۱۸۹۵ء میں متحدہ ہندوستان کے ضلع جالندھر کی تحصیل نکودر کے قصبہ رائے پور آرائیاں میں ولادت پائی۔ یہ قصبہ مولانا کا آبائی گاؤں تھا۔ حضرت مولانا کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ زمیندار تھے اور کھیتی باڑی پیشہ تھا۔

ابتدائی تعلیم | آپ نے ابتدائی تعلیم ایک قصبہ رائے پور گجراں، جو آپ کے آبائی گاؤں کے قریب واقع ہے، کے مدرسہ "جامعہ رشیدیہ" میں پائی۔ اسی دوران انہیں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید جناب مولانا مفتی فقیر اللہ سے بھی استفادہ کا موقع ملا۔ مگر ابتدائی تعلیم میں انہوں نے زیادہ تر کسب فیض حضرت مولانا خیر محمد جالندھری سے کیا۔

دارالعلوم دیوبند روانگی | حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لئے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا۔ یہاں انہیں منجملہ دیگر فضلاء روزگار کے حضرت مولانا نے اسے غنیمت باردہ سمجھ کر خوب علمی جواہر لوٹے اور آپ کا شمار خاص شاگردوں میں ہوا۔ ۲۰ سال کی عمر میں دورہ حدیث کی تکمیل کی اور واپس جالندھر مراجعت فرمائی۔

درس و تدریس | دارالعلوم سے فراغت پانے کے بعد آپ نے مسند تدریس کو زینت بخشی۔ ہندوستان کی ریاست کپورتھلہ کے ایک مشہور قصبہ سلطان پور لودھی میں آپ نے درس و تدریس کا شغل جاری کیا۔ یہاں آپ نے تین سال تک کام کیا۔ پھر حضرت مولانا خیر محمد جالندھری کے ساتھ مل کر مدرسہ "خیر المدارس" کی جالندھر میں نیو ڈالی اور یہاں بحیثیت مدرس کام کرنے لگے۔ اسی

عرصہ میں بدعات کے بڑھتے ہوئے سیل کو روکنے کیلئے آپ سیل بن کر آئے۔ روافض اور اہل بدعت کے ساتھ آپ نے مناظرے کئے اور اس طرح حق کا بول بالا کرتے رہے۔

مولانا کی سیاسی زندگی کا آغاز | زندگی کے ایام درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ میں سکون سے گذر رہے تھے کہ یکایک "تحریک شہید گنج" شروع ہوئی۔ یہ تحریک انگریز کے بڑھتے ہوئے جبر و استبداد کو روکنے اور آزادی ہند کے لئے شروع ہوئی تھی۔ حضرت مولاناؒ جو نہ صرف تحریک پسند تھے بلکہ تحریکیں ان سے جنم لیا کرتی تھیں، فوراً اس تحریک میں شامل ہو گئے اور حضرت مولانا عطاء اللہ بخاریؒ کے ایماء پر آپ نے "مجلس احرار اسلام" میں شرکت اختیار فرمائی اور تحفظ دین، آزادیٔ وطن اور انگریز دشمنی میں تن من اور دھن کی بازی لگا دی۔

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ	بیشک میری نماز میری عبادتیں اور میری
وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا	زندگی اور میری موت دونوں جہان کے
شَرِیْکَ لَہٗ۔	پروردگار کے لئے جس کا کوئی شریک نہیں۔

قید و بند کی صعوبتیں | ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کے شعلے بھڑک اٹھے۔ مکار انگریز نے اپنی ہوس ملک گیری کی بھینٹ یہ ہندوستانیوں کو چڑھانا چاہا۔ فوجی بھرتی شروع ہوئی اور ہزاروں معمولی تعلیم یافتہ لوگوں کو شامل کر لیا گیا۔ "مجلس احرار اسلام" نے مسلمانان ہند کے تعاون سے فوجی بھرتی کے خلاف ایک ملک گیر تحریک چلائی اور انگریزی فوج میں بھرتی حرام قرار دی۔ کیونکہ اس جنگ عظیم میں انگریز کی للچاتی ہوئی نگاہیں بغداد اور مکہ پر پڑ رہی تھیں اور خلافت ترکیہ کے خلاف اس کے عزائم ناپاک تھے۔ آپؒ نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور انگریزی حکومت نے آپ کو قید کر دیا۔ آپ نے تین سال جالندھر، گجرات اور امرتسر کی جیلوں میں کاٹے۔ زمانہ اسیری میں ہی آپ کے والد ماجد اور دو بھائیوں کا انتقال ہو گیا۔ مگر آپ کے پائے ثبات میں لغزش آئی نہ انگریز سے معافی چاہی۔

غم نہیں ہوتا آزادوں کو بیش از یک نفس
برق سے کرتے ہیں روشنی شمع ماتم خانہ ہم

جیل کی رہائی سے ملتان میں آمد تک | ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۲ء تک تین سال کی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد آپ کو جیل سے رہائی ہوئی۔ ۱۹۴۲ء تک آپ غیر منقسم ہندوستان کے ضلع جالندھر میں رہے اور اپنی سیاسی سرگرمیاں جاری رکھیں ۱۹۴۳ء میں وہ

اپنے خاندان کے ہمراہ ہجرت کرکے موجودہ پاکستان چلے آئے۔ ان کا خاندان تو تحصیل صادق آباد میں رہائش پذیر ہوا مگر آپ نے اپنی سیاسی سرگرمیوں اور دعوت و تبلیغ کا مرکز ملتان بنایا اور حسین آگاہی مسجد سرجان والی میں خطیب مقرر ہوئے۔ آپ جمعہ کی پابندی اتنی سختی سے فرماتے تھے کہ بعض اوقات دہلی اور دیگر دور دراز کے شہروں کے پروگرام چھوڑ کر ملتان تشریف لاتے تھے۔ ملتان قیام کے بعد آپ نے مولانا خیر محمدؒ جالندھری کے ساتھ مل کر مدرسہ خیر المدارس کی عمارت کے لئے کوشش شروع کی اور کامیاب ہوئے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہاں تجوید القرآن کا آغاز کیا۔ اور مدرسہ خیر المدارس کے شیخ القراء جن کا مجھے اس وقت اسم مبارک یاد نہیں، آپ ہی کی کوششوں سے ہندوستان سے یہاں تشریف لائے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام | قیام پاکستان کے بعد احرار اسلام کی سیاسی سرگرمیاں سرد پڑ گئیں کیونکہ اب انگریز دشمنی تو تھی نہیں، لہٰذا حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور آپ نے مل کر مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے ایک جماعت کی تشکیل کی۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس مجلس کے پہلے صدر تھے۔ اور آپ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے، ۱۹۶۱ء میں حضرت امیر شریعت کی وفات کے بعد مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی صدر منتخب ہوئے اور آپ ناظم اعلیٰ رہے۔

تحریک ختم نبوت | ۱۹۵۳ء میں خواجہ ناظم الدین کے عہد میں قادیانی فرقہ ضالہ کے خلاف ملک گیر تحریک چلائی گئی جسے وہ تحریک ختم نبوت ہی کا نام دیا گیا۔ تقریباً تمام اکابر امت بلاتمیز عقیدہ و مسلک جیلوں میں ٹھونس دئے گئے۔ حضرت مولانا چونکہ مجلس تحفظ ختم نبوت سے متعلق تھے، لہٰذا آپ نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جسکی پاداش میں آپ کو جیل بھیج دیا گیا۔

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے پُرگل خیال زخم سے دامن نگاہ کا

مجلس تحفظ ختم نبوت کی صدارت | ۱۹۶۷ء میں قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے انتقال کے بعد آپ امیر مجلس منتخب ہوئے۔ دوران امارت آپ نے مجلس کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ دفتر مرکزیہ ملتان کی سہ منزلی عمارت بنوائی۔ اندرون ملک ہر شہر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم کیں۔ مشرقی پاکستان میں آپ ہی کی سعی و کوشش سے مجلس کا کام شروع ہوا۔ لٹریچر چھپایا اور ملک کے کونے کونے تک پہنچایا۔ اور آج کوئی ایسا ذی شعور شخص نہیں جو قادیانی فرقہ اور مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت سے واقف نہ ہو۔

بیرونی ممالک میں آپ کے ایماء پر حضرت مولانا لال حسین اختر انگلینڈ، جزائر فجی وغیرہ کا

تبلیغی دورہ کر آئے ہیں عرب ممالک کے تمام شیوخ کو بذریعہ لٹریچر اور خط و کتابت قادیانی فرقہ باطلہ کے اعتقادات و عزائم اور مجلس تحفظ ختم نبوّت پاکستان کے پروگراموں اور کوشش سے آگاہ فرمایا۔ جولائی ۱۹۷۰ء میں انہوں نے افریقہ میں ختم نبوّت کے مشن کا باقاعدہ آغاز کرنا چاہا۔ اور افریقی ممالک میں سے نائیجیریا کا انتخاب کیا۔ اس نا اہل کو اس کام کے لئے چنا اپنی کم علمی کے باوجود میں بھی تیار ہو گیا لیکن جن صاحب کے توسط سے مجھے وہاں جانا تھا، وہ اللہ کو پیارے ہو گئے اور نائیجیریا جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا گیا۔

سلسلۂ بیعت | آپ حضرت رائے پوریؒ کے مُرید تھے۔ آپ ان سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کے پاس حضرت رائے پوری کا جُبّہ مبارک تھا جو آپ نے اپنے کفن کے لئے رکھا ہوا تھا۔ ایک دن جب میں آپ کے کپڑے دھونے لگا تو اٹیچی کیس سے وہ کُرتہ بھی نکال لیا، لیکن جب حضرت مولاناؒ کی نظر پڑی تو غصہ اور عقیدت بھری آواز میں فرمایا "اللہ کے بندے یہ تو میرے حضرت کا کرتہ ہے، اسے دھونے کی ضرورت نہیں" بعد میں جب میں نے غور سے دیکھا تو لکھا تھا "میرے کفن کے لئے"۔

وفات | آپکی وفات عارضہ قلب کی بنا پر واقع ہوئی۔ ۵، ۶/ اپریل ۱۹۷۱ء کی درمیانی شب کو جب آپ سلاں وال ضلع سرگودھا میں تقریر کر رہے تھے، دل کی تکلیف محسوس ہوئی۔ تقریر ختم کر دی اور آرام کے لئے لیٹ گئے، رات کے گیارہ بجے دل کا دورہ پڑا یہ پہلا دورہ تھا، بعد میں انہیں ملتان لایا گیا اور علاج شروع ہوا اور طبیعت سنبھل گئی۔ آٹھ اپریل کو انہیں دل کا دوسرا دورہ پڑا۔ لیکن دوسرے ہی روز طبیعت بحال ہو گئی۔ اور ڈاکٹر کے مشورہ پر آپ مکمل آرام کرنے لگے۔ ۱۲/ اپریل ۱۹۷۱ء کو انہیں دل کا تیسرا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ نے دفتر میں موجودہ تمام حضرات کو بلا کر آخری وصیت فرمانا چاہی، لیکن بڑی مشکل سے "اللہ" فرمایا پھر شدتِ درد نے زبان مبارک بند کر دی، انہوں نے پوری توانائی سے کام لیتے ہوئے کارکنان مجلس تحفظ ختم نبوت کو آخری پیغام دینا چاہا، لیکن "ختم نبوت" کا لفظ کہنے پائے تھے کہ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ	اے اطمینان والی روح پھر جا اپنے پروردگار
ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً	کی طرف خوش خوش، تو پسند کی گئی ہے۔
مَّرْضِیَّةً ۔	...
فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ	پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا، میں
وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۔	تجھے اپنی جنت میں داخل کر دوں گا۔ ■■